پرچہ I: (انشائیہ طرز)	انٹر (پارٹ-I)	اُردو (لازمی)
کل نمبر: 80	2018ء (دوسرا گروپ)	وقت: 2.40 گھنٹے

(حصہ اوّل)

سوال :2-(الف) درج ذیل اشعار کی تشریح کیجیے۔ نظم کا عنوان اور شاعر کا نام بھی تحریر کیجیے:

(8,1,1)

ٹھنڈی ہوا میں، سبزۂ صحرا کی وہ لہک — شرمائے جس سے، اطلس زنگاری فلک

وہ جھومنا درختوں کا، پھولوں کی وہ مہلک — ہر برگِ گل پہ، قطرۂ شبنم کی وہ جھلک

جواب : نظم کا عنوان: میدانِ کربلا میں صبح کا منظر شاعر کا نام: میر انیس

تشریح:

میدانِ کربلا میں صبح کا ظہور ہو رہا ہے۔ ٹھنڈی ہوا چل رہی ہے۔ سبزہ وصحرا کا حسن و جمال ایسا ہے کہ اس کے سامنے چمکیلے ریشم کی مانند نظر آنے والا ستاروں بھرا آسمان بھی بے وقعت اور شرمندہ نظر آرہا ہے۔ درخت مست ہو کر جھوم رہے ہیں۔ پھولوں کی خوش بو چاروں طرف پھیل رہی ہے اور پھولوں کی پتیوں پر شبنم کے قطرے چمک رہے ہیں۔ یہ ایسی چمک ہے جس کے سامنے ہیروں کی چمک ماند پڑتی دکھائی دیتی ہے اور درختوں کے پتے بھی ہیرے موتیوں سے جڑے نظر آتے ہیں۔ طلوعِ صبح کا اس قدر خوب صورت منظر ایک متحرک تصویر کی مانند ہے۔ اگرچہ اس تصویر کشی میں مبالغہ ہے، مگر یہ میر انیس کی قادر الکلامی اور چابک دستی کا کمال ہے۔

(ب) درج ذیل اشعار کی تشریح کیجیے اور شاعر کا نام بھی تحریر کیجیے: (9,1)

یہ آرزو تھی، تجھے گل کے روبرو کرتے — ہم اور بلبلِ بے تاب، گفتگو کرتے

پیام بر نہ میسر ہوا تو خوب ہوا — زبانِ غیر سے کیا شرح آرزو کرتے

مری طرح سے مہ و مہر بھی ہیں آوارہ — کسی حبیب کی، یہ بھی ہیں جستجو کرتے

جواب : شاعر کا نام: حیدر علی آتش

شعر نمبر-1

تشریح:

اس شعر میں شاعر نے اس خیال کا اظہار کیا ہے کہ بلبل پھول کی عاشق ہے اور میں اپنے محبوب کا شیدائی ہوں۔ اسے اس پر فخر ہے کہ پھول بہت حسین ہے اور میرا خیال یہ ہے کہ میرا محبوب پھول سے زیادہ حسین ہے۔ اس لیے آتش کہتے ہیں کہ میری یہ تمنا تھی کہ مجھے کبھی یہ موقع مل جاتا کہ میں محبوب کو پھول کے روبرو بٹھاتا اور پھر اُس کے حسن کے بارے میں بلبل سے گفتگو کرتا۔ اسے کہتا کہ دیکھ تیرا محبوب زیادہ حسین ہے یا میرا۔ مجھے یقین ہے کہ فیصلہ ہو جاتا اور بلبل ہی تیرے حسن کو تسلیم نہ کرتی، بلکہ پھول بھی شرمسار ہوتا کہ وہ خواہ مخواہ حسن کا علمبردار بنا ہوا ہے۔

شعر نمبر-2

تشریح:

شاعر اپنے اور محبوب کے درمیان کسی تیسرے آدمی کو دیکھنے کا روادار نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ وہ قاصد کے نہ ملنے پر اظہارِ تاسف کے بجائے اطمینان ظاہر کرتا ہے اور توضیح یہ پیش کرتا ہے کہ زبانِ غیر سے ''شرحِ آرزو'' ممکن نہیں۔ شاعر کہتا ہے کہ اگر پیامبر میسر نہیں آیا تو یہ اچھی بات ہے، کیونکہ دوسرے کی زبان بھلا میرے دل کے جذبات اور ذہن کے خیالات کی ترجمانی کیسے کرتی۔ دل کی گہرائیوں سے اُٹھنے والی آرزو کا اظہار بعض اوقات الفاظ کا محتاج بھی نہیں ہوتا، بلکہ جسمانی حالت اور نظری ابلاغ یہ مقصد پورا کر دیتے ہیں۔

شعر نمبر-3

تشریح:

شاعر کہتا ہے کہ جس طرح مجھ پر جنون کی کیفیت طاری ہے اور میں صحرا کی خاک چھانتا پھرتا ہوں، اُسی طرح یہ چاند ستارے بھی ہمہ وقت گردش میں رہتے ہیں، مارے مارے پھرتے ہیں۔ انھیں دیکھ کر یوں لگتا ہے کہ یہ بھی جنون کی کیفیت میں ہیں اور اپنے محبوب کی تلاش میں ہیں۔

صحرانوردی اور جنون کی کیفیت عشق کے ساتھ لازم و ملزوم ہے۔ عشق کے میدان میں قدم رکھنے پر ایک عاشق کو طرح طرح کی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

کلاسیکی شاعری میں جستجوئے محبوب کا عمل مسلسل، مگر وصال کبھی نصیب نہیں ہوتا۔

یہ بے جواز نہیں مہر و ماہ کی گردش کسی کی چاہ انھیں در بدر پھراتی ہے

صنعت حسن تعلیل کا خوبصورت استعمال کیا گیا ہے۔

(حصہ دوم)

سوال :3- سیاق وسباق کے حوالے سے کسی ایک جزو کی تشریح کیجیے۔ مصنف کا نام اور سبق کا عنوان بھی تحریر کیجیے: (10,3,1,1)

(الف) طلبہ کی کئی قسمیں ہوتی ہیں جن میں چند مشہور ہیں۔ قسم اوّلی جمالی کہلاتی ہے۔ یہ طلبہ عام طور پر پہلے درزیوں کے ہاں تیار ہوتے ہیں، بعد ازاں دھوبی اور پھر نائی کے پاس بھیجے جاتے ہیں اور اس عمل کے بعد کسی ریستوران میں ان کی نمائش کی جاتی ہے۔ دوسری قسم جلالی طلبہ کی ہے۔ ان کا شجرہ جلال الدین اکبر سے ملتا ہے، اس لیے ہندوستان کا تخت و تاج ان کی ملکیت سمجھا جاتا ہے۔ شام کے وقت چند مصاحبوں کو ساتھ لیے نکلتے ہیں اور جود و سخا کے خم لنڈھاتے پھرتے ہیں۔

جواب : سبق کا عنوان: لاہور کا جغرافیہ مصنف کا نام: پطرس بخاری

سیاق وسباق:

لاہور کی پیداوار کے موضوع پر اظہارِ خیال کرتے ہوئے پطرس کہتے ہیں کہ لاہور کی سب سے مشہور پیداوار طالب علم ہیں۔ ان کی کئی قسمیں ہیں: ایک تو جمالی طلبہ ہیں، جو اپنی ذات کے بناؤ سنگھار اور فیشن کے دلدادہ ہوتے ہیں۔ دوسرے جلالی طلبہ ہیں، جو امیر گھرانوں سے تعلق رکھتے ہیں اور عیش و عشرت کی زندگی گزارتے ہیں۔ تیسرے خالی طلبہ ہیں، جو گپ شپ کرنے اور کھا پی کر جان بنانے میں مصروف رہتے ہیں۔

تشریح:

تشریح طلب عبارت میں طلبہ کی مختلف قسموں کے بارے میں اظہارِ خیال کرتے ہوئے پطرس بخاری بتاتے ہیں کہ اگرچہ طلبہ کی کئی قسمیں ہیں، لیکن ان میں سے صرف چند مشہور ہیں۔ پہلی قسم کے

طلبہ کو جمالی طلبہ کہا جاتا ہے۔ جمال سے مراد حسن اور خوبصورتی ہے، لیکن مصنف نے یہاں پر جمالی سے طنزاً وہ طلبہ مراد لیے ہیں جو اپنے حسن و جمال اور ظاہری ٹیپ ٹاپ یعنی فیشن، لباس اور وضع قطع پر زیادہ توجہ دیتے ہیں۔ گھر سے کالجوں میں آتے تو تعلیم حاصل کرنے کے لیے ہیں، لیکن کالج کی کھلی اور آزاد فضا میں آ کر ان کا زیادہ تر وقت درزیوں، دھوبیوں اور نائیوں کے پاس گزرتا ہے۔ طلبا درزیوں سے اپنے لیے فیشن ایبل لباس سلواتے ہیں، پھر اسے دھلنے کے لیے دھوبی کے حوالے کر دیتے ہیں، اس کے بعد اپنی تراش خراش اور وضع قطع کو جدید فیشن کے مطابق بنانے کے لیے نائی کے پاس جاتے ہیں اور یوں سج دھج کر اور تیار ہو کر اپنی نمائش کے لیے کسی ریستوران کا رُخ کرتے ہیں۔ مصنف نے طلبہ کی دوسری قسم کو جلالی قرار دیا ہے۔ مصنف نے طنزاً ان طلبہ کو جلالی قرار دیا ہے، جن کا تعلق امیر کبیر گھرانوں سے ہے، جو اپنے ساتھیوں پر بے جا اپنی امارت کا رعب جماتے ہیں وہ جس طرح سے ٹھاٹ باٹ سے رہتے ہیں اور دوسروں پر اپنا رعب جمانے کے چکروں میں رہتے ہیں، ان کو دیکھ کر یوں لگتا ہے کہ جیسے ہندوستان کا سارا ملک ان کی ملکیت ہو۔ وہ ہر روز شام کو اپنے دوستوں کے ہمراہ اس طرح باہر نکلتے ہیں جیسے کہ پرانے زمانے کے بادشاہ اور امراء اپنے مصاحبوں کے ساتھ سیر و تفریح کرنے کے لیے باہر نکلتے تھے۔ روپے پیسے کی افراط کے باعث اپنے ساتھی طلبہ کے سامنے اپنی سخاوت اور دریا دلی کا بے دریغ مظاہرہ کرتے ہیں اور خوب دولت لٹاتے ہیں۔

(ب) قمر اپنے اوپر جھنجھلا رہے تھے۔ دعوتی کارڈ پا کر وہ پھولے نہ سمائے تھے لیکن یہاں آ کر ان کی جس قدر تذلیل ہوئی اس کو دیکھ کر اپنا اطمینان کا جھونپڑا جنت سے کم نہ تھا۔ اُنھوں نے اپنے آپ کو طعن کی۔ ''تمھارے جیسے عزت کے ہوس مندوں کی یہی سزا ہے۔ اب تو آنکھیں کھلیں کہ تم کتنی عزت کے مستحق ہو۔ تم خود اس غرض مند دنیا میں کسی کے کام نہیں آ سکتے۔ وکیل تمھارا احترام کیوں کریں؟ تم ان کے موکل نہیں ہو سکتے۔ ڈاکٹر اور حکیم تمھاری طرف کیوں دیکھیں؟ انھیں بغیر فیس کے گھر آنے کی ضرورت نہیں۔ تم لکھنے کے لیے بنے ہو۔ لکھتے جاؤ۔ اس دنیا میں تمھارا اور کوئی مصرف نہیں۔''

جواب: سبق کا عنوان: ادیب کی عزت مصنف کا نام: پریم چند

سیاق وسباق:

پریم چند بتاتے ہیں کہ حضرت قمر نامی شاعر کے گھر میں غربت اور افلاس کے ڈیرے تھے۔ شاعری کے علاوہ روٹی روزی کا کوئی اور ذریعہ نہ تھا۔ چنانچہ افلاس کے باعث ان پر وقت سے پہلے ہی بڑھاپا آ گیا تھا۔ ایک دن حضرت قمر کو علاقے کے رئیس نے دعوت پر بلایا۔ دعوت یورپ سے ایک بڑی ڈگری لے کر آنے والے ایک صاحب کے اعزاز میں منعقد کی جا رہی تھی۔ حضرت قمر دعوت پر پہنچے تو رئیس نے ان کا بڑا اچھا استقبال کیا، لیکن وہاں پر موجود بڑے بڑے لوگوں نے اُن کے بوسیدہ لباس کی وجہ سے ان کو کوئی اہمیت نہ دی۔ حضرت قمر کو اس سلوک سے صدمہ پہنچا اور اپنے اوپر غصہ بھی آ رہا تھا کہ وہ اس دعوت میں آئے ہی کیوں۔

تشریح:

حضرت قمر کو جب رئیس کی طرف سے دعوت نامہ ملا تو بہت زیادہ خوش ہو رہے تھے کہ ان کی قدر تو رئیس ہی کرتے ہیں۔ ظاہر ہے انسان میں کوئی خوبی ہو تو دنیا قدر کرتی ہے۔ ادیب اور شاعر تو علم کی میراث سنبھالے ہوتے ہیں۔ ان کی قدر دانی تو معاشرے کے ہر فرد کا فرضِ عین ٹھہرتی ہے۔ حضرت قمر بھی اسی لیے بہت زیادہ مسرت کا اظہار کر رہے تھے کہ ان کی شاعری کے قدر دانوں میں راجا، مہا راجا اور شہر کے رئیس بھی شامل ہیں، لیکن جب حضرت قمر دعوت میں پہنچے اور رئیس نے مہمانوں سے ان کا تعارف کروایا تو انھیں بلا واسطہ اور بالواسطہ دونوں ہی طریقوں سے ذلت محسوس ہوئی۔ وہ جس حلیے اور شکل صورت میں دعوت میں گئے تھے انگریزی خواں طبقے سے کسی اور سلوک کی توقع بے جا تھی۔ اب انھیں خیال آیا کہ دعوت میں نہ ہی آتا تو اچھا تھا۔ اپنا گھر کیسا ہی تھا، لیکن اطمینان تھا کوئی طنز کر کے بے عزت کرنے والا نہ تھا۔ وہ دل ہی دل میں اپنے آپ کو بُرا کہنے لگے۔ اپنے آپ پر غصہ آنے لگا اور سوچنے لگے کہ عزت اور شہرت کا لالچ کرنے والوں کو اس طرح کی سزا ملنی چاہیے۔ حضرت قمر دل ہی دل میں اپنی ذات کو تنقید کا نشانہ بنا رہے تھے۔ ان کا خیال تھا کہ وہ اس خود غرض اور مطلبی دنیا میں کسی کے کام نہیں آ سکتے، سب لوگ انھیں بیکار سمجھتے ہیں۔ بھلا ایک وکیل،

ڈاکٹر اور حکیم ایک مفلس شاعر کی کیوں عزت کرے گا' یہ لوگ بھی زیادہ معاوضہ دینے والوں کو منہ لگاتے ہیں۔ بوسیدہ حال شاعر ان سے علاج معالجہ کرانے کا اہل ہی نہیں۔ تمھارا کام لکھنا ہے' لکھو اور لکھتے جاؤ۔ حضرت قمر کا خیال تھا کہ ان جیسے بے کار اور مفلس زدہ شخص کے ساتھ ایسا ہی سلوک ہونا چاہیے۔

سوال :4- کسی ایک نصابی سبق کا خلاصہ لکھیے اور مصنف کا نام بھی لکھیے: **(9,1)**

(الف) اسوۂ حسنہ ﷺ (ب) دوستی کا پھل

جواب :

(الف) اسوۂ حسنہ ﷺ

جواب کے لیے دیکھیے پرچہ 2016ء (دوسرا گروپ)' سوال نمبر 4 (الف)۔

(ب) دوستی کا پھل

جواب کے لیے دیکھیے پرچہ 2015ء (پہلا گروپ)' سوال نمبر 4 (ب)۔

سوال :5- اقبالؒ کی نظم ''پیغام'' کا خلاصہ تحریر کیجیے۔ **(5)**

جواب : علامہ اقبالؒ اپنی نظم ''پیغام'' میں فرماتے ہیں کہ اے مسلمان! تیرے اندر ہر طرح کی صلاحیتیں موجود ہیں' اور ضرورت محض ان صلاحیتوں کا سراغ لگانے کی ہے۔ تجھے دوسروں کا سہارا تلاش نہیں کرنا چاہیے' کیوں کہ تو خود مسافر' رہنما اور منزل کی خصوصیات رکھتا ہے۔ تجھے مصائب سے ڈرنے کی ضرورت نہیں' کیوں کہ تو کشتی بھی ہے' ناخدا اور بحر بھی' اس لیے تجھے سرگرداں رہنے کی بجائے اپنے اوصاف کا ادراک کرنا چاہیے تا کہ تجھے کسی غیر خدا کے سہارے کی ضرورت نہ پڑے۔ تیرے اندر اتنی صلاحیت موجود ہے کہ تو باطل کا خاتمہ کر سکتا ہے۔ تو اس دنیا میں نائبِ خدا ہے' جس کے ذریعے اللہ کا پیغام پھیل رہا ہے۔

سوال :6- دو طالب علموں کے درمیان دہشت گردی پر مکالمہ تحریر کیجیے۔ **(10)**

جواب : دو طالب علموں کے درمیان دہشت گردی کے موضوع پر مکالمہ

منظر: (عارف اور آصف دوست ہیں۔ عارف اخبار پڑھنے میں مصروف ہے اور آصف اس کے پاس آتا ہے)

عارف: السلام علیکم! میں معذرت چاہتا ہوں کہ تمھارے مطالعے میں مخل ہوا۔

آصف: وعلیکم السلام! کیسی باتیں کر رہے ہو۔ بیٹھو بیٹھو۔۔۔!

عارف: ویسے تم کیا پڑھ رہے ہو اتنے انہماک سے؟

آصف: تم نے لاہور دھماکے کی خبر سنی؟

عارف: ہاں یہ دہشت گردی کے واقعات میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے۔

آصف: آج کل دنیا کے بہت سے ممالک اور بالخصوص پاکستان دہشت گردی کی زد میں ہے۔

عارف: بے شک۔ نئی نسل کے اکثر اعلیٰ تعلیم یافتہ نوجوان بھی دہشت گردوں کے آلہ کار بن گئے ہیں۔ اس سب کی اصل وجہ ناانصافی، ظلم وستم اور معاشی ناہمواری ہے۔

آصف: ہاں بالکل۔

عارف: کیا اس طرح یہ ہمارے ملک میں خوف و ہراس نہیں پھیلا رہے؟

آصف: بالکل یار ان دہشت گردوں نے پورے ملکوں میں خوف و ہراس پھیلا رکھا ہے۔ کراچی اور کوئٹہ میں تو آئے دن دہشت گردی کے واقعات میں درجنوں لوگ مارے جاتے ہیں۔

عارف: یہی حال پشاور کا بھی ہے۔ فاٹا میں تو امریکہ ڈرون حملوں کے ذریعے بے گناہ لوگوں کو موت کی نیند سلا دیتا ہے۔ معصوم لوگوں کو موت کی نیند سلانا بھی دہشت گردی ہے۔

آصف: آخر ہم کب ان دہشت گردوں سے نجات حاصل کریں گے؟

عارف: یار ہماری حکومت کو چاہیے کہ ان دہشت گردوں کے خلاف کوئی جامع حکمتِ عملی تیار کرے۔

آصف: تم بالکل ٹھیک کہہ رہے ہو عارف۔ جب تک ہماری حکومت اس معاملے میں سنجیدہ نہیں ہوگی، اُس وقت تک ملک میں امن وامان کی صورتِ حال ٹھیک نہیں ہو سکے گی۔

عارف: تمام سیاسی جماعتوں اور سیاستدانوں کو دہشت گردی کے خلاف یکجا ہونا پڑے گا اور ملک میں امن وامان کی صورتحال کو بہتر بنانے میں حکومتی جماعت کی مدد کرنی پڑے گی۔

آصف: اللہ کرے ہمارے ملک میں خوف و ہراس کے بادل چھٹ جائیں اور ہر شہری کے چہرے پر خوشی نمایاں طور پر نظر آئے اور وہ خود کو اپنے ملک میں محفوظ تصور کرے۔

عارف: آمین! اللہ آپ کی دعا قبول کرے۔

آصف: اچھا یار اب میں چلتا ہوں۔

عارف: خدا حافظ۔

(یا) کالج میں منعقدہ یوم اقبالؒ کی تقریب کی روداد قلمبند کیجیے۔

جواب: جواب کے لیے دیکھیے پرچہ 2015ء (دوسرا گروپ)، سوال نمبر 6 (یا)۔

سوال: 7- پرنسپل کے نام کریکٹر سرٹیفکیٹ کے حصول کے لیے درخواست تحریر کیجیے۔ (10)

جواب: جواب کے لیے دیکھیے پرچہ 2015ء (پہلا گروپ)، سوال نمبر 7۔

سوال: 8- درج ذیل عبارت کی تلخیص کیجیے اور مناسب عنوان بھی تحریر کیجیے: (8,2)

ہر ایک سے ادب سے ملنا چاہیے۔ محفل میں تھوکنا نہیں چاہیے۔ جماہی یا چھینک آئے تو منہ پر ہاتھ رکھ لینا چاہیے۔ آواز پست رکھ کر گفتگو کرنا چاہیے۔ کسی کی طرف پُشت نہیں کرنا چاہیے۔ کسی کی طرف پاؤں بھی نہیں کرنا چاہیے۔ ٹھوڑی کے نیچے ہاتھ دے کر نہیں بیٹھنا چاہیے۔ انگلیاں نہیں چٹخانا چاہیے۔ جہاں تک ممکن ہو خود کلام شروع نہیں کرنا چاہیے۔ دوسرا شخص بات کرے تو خوب توجہ سے سُننا چاہیے۔ بیچ میں نہیں بولنا چاہیے۔ البتہ گناہ کی بات ہو تو اُسے منع کر دینا چاہیے۔

جواب: عنوان: آدابِ محفل

تلخیص:

ہمیں ہر ایک سے ادب سے ملنا چاہیے اور اٹھتے بیٹھتے، گفتگو کرتے ہوئے محفل کے تمام آداب کو ملحوظِ خاطر رکھنا چاہیے۔ گفتگو کا آغاز بھی خود سے نہیں کرنا چاہیے، دوسرے کی بات کو غور سے سننا چاہیے۔ کوئی لقمہ نہیں دینا چاہیے، ہاں اگر کوئی گناہ کی بات ہو تو اسے منع کر دینا چاہیے۔